رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۳۵

EALFAZL QADIAN

قُل اِنَّ الفَضلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤتِیہِ مَن یَّشَآءُ ۔ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیمٌ

دین کی نصرت کے لئے اک آسماں پر شور ہے ۔ عَسٰٓی اَن یَّبعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحمُودًا ۔ اب گیا وقت خزاں

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا (الہام مسیح موعودؑ)

الفضل

مضامین بنام ایڈیٹر
کاروباری امور کے متعلق خط وکتابت بنام منیجر ہو۔

ایڈیٹر:- غلام نبی + اسسٹنٹ - مہر محمد خان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نمبر ۴۹	مورخہ ۲۲ دسمبر سنہ ۱۹۲۱ء	یوم دوشنبہ	مطابق ربیع الثانی سنہ ۱۳۴۰ھ	جلد ۹

فہرست مضامین

مدینۃ المسیحؑ

بفضل خدا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کو آرام ہے۔ لیکن مسلسل علالت کی وجہ سے حبس کا سلسلہ جاری ہے۔ حضور نے جلسہ پر آنے والے احباب کے لئے ایک خاص اعلان شائع فرمایا ہے۔ جو اسی پرچہ میں درج ہے۔ احباب اسکو خاص طور پر ملاحظہ فرمائیں۔ اور دوسرے احباب کو اس سے آگاہ کریں۔

کئی دن سے آسمان ابر آلود ہے۔ اور آج (۲۰ دسمبر) کسی قدر ترشح بھی ہوا۔

امسال جلسہ گاہ کھلے میدان میں بنانے کی تجویز تھی۔ لیکن مسجد نور میں ہی پہلے کی طرح بنائی گئی ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی طرف سے

جلسہ پر آنیوالوں کیلئے بعض ضروری ہدایات

السلام علیکم۔ احباب جماعت احمدیہ کو چاہیئے کہ جلسہ پر آتے وقت اس امر کا پورا انتظام کرکے آویں کہ جلسہ کا پورا وقت قادیان میں رہ سکیں یعنی ۲۶-۲۷-۲۸- اور انتیس کا پہلا نصف قادیان میں گذار سکیں۔ بہت سے دوست جمعہ پڑھنے کی خاطر پہلے آجاتے ہیں۔ اور پھر جلسہ کے دوران میں واپس چلے جاتے ہیں۔ ایسے احباب کو چاہیئے کہ اگر وہ زیادہ دن کی فرصت نہیں نکال سکتے۔ تو پھر ایسے وقت میں گھر سے روانہ ہوں۔ کہ جلسہ کے دن قادیان میں گذار سکیں۔ جمعہ گھر پر بھی ہو سکتا ہے۔ مگر یہ سالانہ اجتماع جو خدا تعالیٰ کے مقدس مامور کی یادگار ہے گھر پر نہیں ہو سکتا۔ زمیندار احباب خاص طور پر یاد رکھیں کہ سارا سال ان کے لئے زمیندارہ کے کاموں کے لئے پڑا ہے۔ وہ اس ایک ہفتہ یا دس روز کے خدا کی راہ میں خرچ کرنے کو گراں نہ سمجھیں۔ تا کہ اللہ تعالیٰ ان کے باقی دنوں کے کام میں برکت دے۔

۲- یہ بات بھی احباب کی اطلاع کے لئے لکھ دینا مناسب سمجھتا ہوں کہ بوجہ ناسازی طبیعت میں نے اس سال ارادہ کیا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ توفیق دے تو دوسرے دن کی تقریر پہلے دن یعنی ۲۶ تاریخ کو بیان کردوں کیونکہ بسبب

کھانسی اور دیگر عوارض ممکن ہے کہ زیادہ نہ بول سکوں۔

۳۔ احباب کو چاہئے کہ حتی الوسع کاموں کا حرج کرکے خود بھی جلسہ پر آویں اور دوسروں کو بھی لانیکی کوشش کریں اور ایسا نہ ہو کہ دنیاوی ضروریات آپ لوگوں کے لئے جو دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد کر چکے ہیں۔ اس کار خیر میں شمولیت سے روک کا باعث ہو جائیں۔ اللہ تعالےٰ آپ کو حسنات دارین عطا فرمادے۔ اور ہر روز نیکی کی طرف آپ کا قدم پہلے سے زیادہ تیز اٹھے۔

خاکسار مرزا محمود احمد

نظم

مقبرے میں اب مجھے مل جائے زمیں تھوڑی سی

(از جناب قاضی ظہور الدین صاحب اکمل)

نگہ لطف و کرم سرورِ دیں تھوڑی سی
یعنی دلداری مسکین حزیں تھوڑی سی
دیر سے در پہ دیدار کھڑے ہیں در پر
اک جھلک اور بھی او پردہ نشیں تھوڑی سی
سرمۂ چشم بناؤں مرے پیارے مہدی
خاک پا تیری جو مل جائے کہیں تھوڑی سی
کثرت دولت و حشمت پہ تفاخر بے سود
کام آئیگی فقط خدمت دیں تھوڑی سی
دل اڑے جاتے ہیں گو کیسے چلو دل کیطرح
اس طرف بھی ہو جبیں ماہ جبیں تھوڑی سی
کون میخانہ میں جائے کہ ہوں کمزور بہت
میرے ساقی مجھے پلوا دے یہیں تھوڑی سی
اس نہیں پر تری قربان ہیں جم خانہ
ہاں تو پھر کہیو مری جان نہیں تھوڑی سی
اے مسیحائے زماں صدقۂ آل اطہر
مقبرے میں مجھے مل جائے زمیں تھوڑی سی
کوئی پیغام بھی جاتا ہے تو جاتے اکمل
ہم تو عمر اپنی گذاریں گے یہیں تھوڑی سی

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی تازہ تصانیف

انشاء اللہ العزیز سالانہ جلسہ پر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کی تصنیف فرمودہ دو نہایت عظیم الشان کتابیں شائع ہونگی ان میں سے ایک کا نام تو

آئینہ صداقت

ہے۔ جو مولوی محمد علی صاحب کی انگریزی کتاب سپلٹ کے جواب میں لکھی گئی ہے۔ اس میں مولوی صاحب کی غلط بیانیوں کا ازالہ کرکے مبایعین اور غیر مبایعین کے اختلاف کی اصل وجوہات بیان کی گئی ہیں اور جب سے اس اختلاف کی بنا پڑی اور اس عرصہ میں اختلاف ڈالنے والوں نے جو جو کوششیں کیں وہ سلسلہ وار بیان کی گئی ہیں۔ اس سلسلہ میں مولوی محمد علی صاحب اور خواجہ کمال الدین وغیرہ کی ان کارروائیوں کا بھی مفصل ذکر آ گیا ہے۔ جو انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ کی خلافت میں کیں کتاب کے مطالعہ سے نہ صرف اس فتنہ کی حقیقت سے پوری پوری آگاہی حاصل ہوتی ہے۔ جو غیر مبایعین نے کھڑا کیا۔ بلکہ یہ دیکھکر کہ خدا تعالیٰ نے کسطرح ان لوگوں کو اپنے منصوبوں میں ناکام رکھا۔ اور کس طرح سلسلہ کو ان کے برے اثرات سے بچایا ایمان میں بڑی ترقی حاصل ہوتی ہے۔ احباب کو چاہئے۔ کہ اس معرکۃ الآرا تصنیف کو ضرور خریدیں اور پڑھیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی دوسری تصنیف

ملائکۃ اللہ

ان تقریروں کا مجموعہ ہے۔ جو حضور نے گذشتہ سالانہ جلسہ پر فرمائیں۔ یہ تقاریر جس قدر معارف اور حقائق سے پر ہیں۔ ان کے متعلق احباب کرام کو کچھ بتانے کی ضرورت نہیں۔ اور ان میں سے خاص کر ملائکہ کے متعلق جو بے نظیر تقریر ہے۔ اس کی ضرورت اور اہمیت بیان نہیں کی جاسکتی۔ ملائکہ جیسے ضروری مسئلہ کے سمجھنے میں جس قدر مشکلات اور دشواریاں حائل ہیں۔ وہ سب کو معلوم ہیں۔ لیکن حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس کو ایسا حل کیا ہے۔ کہ حضور کی تقریر پڑھ لینے کے بعد کوئی مشکل باقی نہیں رہتی۔ اور انسان ان عظیم الشان فوائد کے حاصل کرنے کے قابل ہو سکتا ہے جو ملائکہ کے ذریعہ پہنچ سکتے ہیں۔ پس ہر ایک احمدی کا فرض ہونا چاہیئے کہ اس تقریر کی ایک ایک کاپی ضرور خریدے۔ اور فائدہ اٹھائے۔

سلسلہ کی کتابیں

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کے ارشاد و تجویز کے ماتحت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب و دیگر سلسلہ کی ضروری تصنیفات کے شائع کرنے کا جو صیغہ قائم کیا گیا ہے۔ اس میں زیر ہدایت سید زین العابدین صاحب ناظم تجارت محکمہ تالیف و اشاعت سالانہ جلسہ کے موقع پر انتظام کیا جائے گا۔ کہ سلسلہ کی کتابیں مہیا کی جائیں۔ احباب کو چاہئے۔ جو کتاب وہ خریدنا چاہیں۔ وہ اس صیغہ سے خریدیں۔ والسلام خاکسار رحیم بخش

درس القرآن

فرمودہ

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی

حضرت اقدس خلیفۃ المسیح ثانی کے درس قرآن کے نوٹ جو اہمیت رکھتے ہیں۔ اس کے بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔ میں نے پچھلے سال کوشش کی تھی۔ کہ حضور کے نوٹ باقاعدہ الفضل میں ساتھ ساتھ چھپتے جائیں کیونکہ بہت سے دوستوں نے اس کی ضرورت کو محسوس کیا تھا لیکن منتظمان الفضل بوجہ خریدار کافی نہ ہونے کے اس کا کوئی انتظام نہ کرسکے۔ اس لئے میں نے مکرمی منشی غلام نبی صاحب کو اس کی تحریک کی۔ کہ وہ اپنے طور پر انکو قلمبند کرتے جائیں اور موقعہ ملے تو مناسب حصوں میں شائع فرمادیں۔

چنانچہ انہوں نے اس سال سورہ نور کے نوٹ صاف کرکے کتابی شکل میں چھپوائے ہیں۔ کاغذ اور لکھائی عمدہ ہے۔ قیمت بھی زیادہ نہیں۔ شائقین قرآن کے لئے واقعہ میں یہ ایک بڑا تحفہ ہے۔ احباب کو چاہیئے۔ کہ اس بیش بہا خزینہ کو جس قدر جلدی ہو سکے حاصل کرلیں۔

خاکسار رحیم بخش ناظر تالیف و اشاعت

درس القرآن ملنے کا پتہ دفتر ایڈیٹر الفضل قادیان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان مورخہ ۲۲ دسمبر ۱۹۲۱ء

مسٹر امیر علی و پروفیسر رام دیو

(۱)

پروفیسر رام دیو صاحب کے آخری مضمون کے اس حصہ کا جواب جو اسلامی مسائل پر تحریری بحث کرنے کے متعلق تھا۔ پرچہ ہوا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے شائع ہو چکا ہے۔ اور اس کے بعد ایک نہیں دو دفعہ پروفیسر صاحب کو یاد دہانی کرائی جا چکی ہے۔ اور زبانی بھی بعض دوستوں نے جنہیں ان سے ملنے کا موقع ملا ہے۔ کہا ہے آپ جو کچھ لکھنا چاہتے ہیں۔ لکھیں۔ لیکن تا حال ان کی طرف سے اس کے متعلق کوئی تحریر شائع نہیں ہوئی۔ اگر پروفیسر صاحب اسی طرح بالکل خاموشی اختیار نہ کر لیتے۔ تو جا نشینیانہ معرکۃ الآراء مباحثہ شروع ہو جاتا جس سے حق پسند اصحاب کو بہت فائدہ پہنچتا۔ اور اب بھی ہم ان کے مضمون کے دوسرے حصہ کا جواب جو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کے ارشاد کے ماتحت جناب مولانا مولوی شیر علی صاحب بی اے نے رقم فرمایا ہے۔ شائع کرتے ہوئے امید رکھتے ہیں۔ کہ اگر پروفیسر صاحب نے جواب دینے کا حوصلہ دکھایا۔ اور تحریری مباحثہ پر اسی طرح آمادہ رہے۔ جس طرح پہلے آمادہ و تیار تھے۔ تو ایک قابل یادگار مباحثہ شروع ہو سکیگا۔ (ایڈیٹر)

رب تممہا ارادت واجعل برکتہ فی نھضت وآتنی ما قصدت وانت ارحم الراحمین۔ آمین

لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

الفضل کے ناظرین کو علم ہے کہ پروفیسر رام دیو صاحب نے ایک لیکچر کے اثنا میں جو انہوں نے آریہ سماج لاہور کے سالانہ جلسہ کے موقعہ پر دیا۔ بڑے زور سے یہ دعوےٰ کیا تھا۔ کہ "اسلام بھی اب دنیا کو تشفی نہیں دے سکتا" اور اپنے اس دعوے کے ثبوت میں کہا کہ "جس طرح میں نے عیسائی مذہب کے متعلق اپنے دعوے کے ثبوت میں عیسائی پادریوں کے حوالے دئے ہیں اسی طرح اسلام کے متعلق بھی مسلمان علماء کے بھی حوالے پیش کروں گا" اور اس کے بعد ایک صاحب مسٹر خدا بخش اور مسٹر امیر علی مصنف سپرٹ آف اسلام اور مسٹر مظہر الحق اور مسٹر یوسف علی کی طرف فرشتوں کثرت ازدواج۔ پردہ۔ گوشت خوری وغیرہ کے متعلق بعض خیالات منسوب کرنے کے بعد فرمایا۔

"پس ثابت ہوا کہ یہ تینوں مذاہب (یعنی مذہب عیسائیت۔ اسلام) ناکافی ہیں" اور آپ نے بڑی شد و مد کے ساتھ اس ثبوت کے پیش کرنے کے بعد اعلان کیا کہ "اب اسلام کی ضرورت نہیں"۔

دیکھئے! پروفیسر صاحب ایک بھاری مجمع میں علی الاعلان یہ دعوےٰ کرتے ہیں۔ کہ اسلام اس قابل نہیں۔ کہ اب وہ دنیا کا مذہب ہو سکے۔ اب اس کو دنیا سے رخصت ہو جانا چاہئے۔ اب ویدک دھرم کی باری ہے۔ کہ وہ مہذب دنیا کا مذہب ہوگا۔ اور اپنے اس دعوے کے ثبوت میں صرف یہ پیش کرتے ہیں۔ کہ کوئی صاحب خدا بخش نامی قرآن شریف کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا اور تصنیف قرار دیتے ہیں۔ مسٹر امیر علی فرشتوں کے وجود کا انکار کرتے ہیں۔ کثرت ازدواج کو زنا قرار دیتے ہیں۔ اور پردہ سسٹم کے مخالف ہیں اور مسٹر مظہر الحق صاحب گوشت خوری کے خلاف ہیں۔ اور صرف ان لوگوں کے خیالات کو پیش کرنا ہی وہ اس بات کا کافی ثبوت اور قطعی دلیل سمجھتے ہیں کہ اسلام اب دنیا کا مذہب نہیں ہو سکتا۔ اور صرف انہی لوگوں کے بعض خیالات کی بنا پر وہ فرماتے ہیں۔ کہ "پس ثابت ہوا" کہ اسلام اب دنیا کے لئے تسلی بخش نہیں ہو سکتا۔ اب کسی اور مذہب کی تلاش کرنی چاہیئے۔ یہی ان کی دلیل تھی اور یہی ان کا ثبوت تھا۔ اور بس۔ اور اسی ثبوت اور صرف اسی ثبوت کی بنا پر آپ نے یہ نتیجہ نکالا کہ اب اسلام کی ضرورت نہیں۔ اسے چاہئے کہ اپنا بوریہ بسترہ باندھ کر رخصت ہو۔ اور ویدک دھرم کیلئے میدان کو خالی کر دے۔

اس پر حضرت خلیفۃ المسیح علیہما السلام کا ایک مضمون الفضل میں شائع ہوا۔ جس میں آپ نے اس امر کی طرف پروفیسر صاحب کو توجہ دلائی کہ اگر بالفرض یہ مان بھی لیا جاوے کہ جو خیالات انہوں نے ان لوگوں کی طرف منسوب کئے ہیں۔ واقعی ان لوگوں کے یہی خیالات ہیں۔ تب بھی یہ ثابت نہیں ہوتا کہ اسلام اب دنیا کیلئے تسلی بخش نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ بعض لوگوں کے کسی عقیدہ کو ترک کر دینے سے یہ نتیجہ نہیں نکلتا۔ کہ وہ عقیدہ غلط یا کمزور ہے۔ اور جب کسی کے قول کو اس مذہب کی کمزوری کے ثبوت میں پیش کیا جائے تو مدعی کا یہ بھی فرض ہوتا ہے۔ کہ وہ ثابت کرے کہ اس شخص کا یہ خیال اس مذہب کی کمزوری کے سبب سے ہے۔ مگر پروفیسر صاحب نے ایسا نہیں کیا۔ بلکہ صرف چند لوگوں کے خیالات پیش کر کے یہ نتیجہ نکال لیا ہے۔ کہ اسلام اس زمانہ کے لوگوں کی تسلی نہیں کر سکتا۔ پس صرف زید و بکر کا قول کسی مذہب کے خلاف کوئی حجت نہیں ہو سکتا۔ جب تک کہ مدعی اس عقیدہ کی کمزوری کو جس کو کسی شخص نے ترک کیا ہے دلائل کے ساتھ ثابت نہ کرے۔ علاوہ ازیں یہ بھی دکھایا کہ جس طریق استدلال کو پروفیسر صاحب نے اسلام کے خلاف استعمال کیا ہے۔ اگر وہی طریق استدلال ہندو دھرم کے متعلق استعمال کیا جائے تو ماننا پڑیگا۔ کہ ہندو مذہب بھی سچا مذہب نہیں۔

اس مضمون کے شائع ہونے کے بعد پروفیسر صاحب پر اپنے طریق استدلال کا بطلان روز روشن کی طرح ثابت ہو گیا۔ اور ان کو تسلیم کرنا پڑا کہ واقعی کسی مذہب کے پیرو کا اس مذہب سے منکر ہو جانا لازمی طور پر اس مذہب کے غلط ہونے کی دلیل نہیں ہے۔ ان کے اس اقرار سے ایک عقلمند کی نظر میں ان کے لیکچر کی بنیاد کھوکھلی ثابت ہو گئی۔ کیونکہ ان کے تمام

لیکچر کا دارو مدار اسی بات پر تھا۔ کہ چونکہ فلاں فلاں صاحب فلاں فلاں عقیدہ کو غلط قرار دیتے ہیں اس لئے ثابت ہوا کہ اسلام دنیا کے لئے تسلی بخش نہیں ہو سکتا۔

لیکن چونکہ انسان کے لئے یہ امر نہایت دشوار ہے۔ کہ وہ اپنی غلطی کا صاف صاف الفاظ میں اقرار کرے اور وہ حتی الوسع اپنی غلطی پر پردہ ڈالنے کی کوشش کرتا ہے۔ اس لئے اس انسانی کمزوری کے ماتحت اگرچہ پروفیسر صاحب کو اس بات کا تو اقرار کرنا پڑا کہ یہ درست ہے۔ کہ کسی شخص کے کسی عقیدہ کو غلط قرار دینے سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ وہ عقیدہ فی الواقع غلط ہے۔ لیکن اسکے ساتھ یہ شرط لگا دی کہ اگر کسی مذہب کا پرجوش واعظ اور مسلم وکیل اور نمائندہ اس کتاب میں جو اس نے اسی مذہب کی حمایت میں لکھی ہو۔ اس کے کئی مسائل کو زمانہ کے لحاظ سے ناقابل حمایت تسلیم کرے تو یہ ان مسائل کی کمزوری کا ثبوت ضرور ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ ان کی یہ شرط بھی ان کو بچا نہ سکی کیونکہ اول تو اس شرط کے ماتحت انکو اپنے چار گواہوں میں سے تین گواہوں کو خود ہی واپس لینا پڑا اور ان کو عدالت کے کمرہ میں سے نکلنا پڑا یعنی مسٹر مظہر علی مسٹر خدا بخش اور مسٹر یوسف علی کیونکہ ان گواہوں کی [illegible] ان کے اپنے پیش کردہ معیار کے مطابق بھی ان کے دعویٰ کے ثبوت میں پیش نہیں ہو سکتی تھی۔ باقی ایک گواہ یعنی مسٹر امیر علی کے متعلق انہوں نے بہت ہاتھ پاؤں مارے کہ ان کی گواہی بطور ثبوت کے پیش ہو سکتی ہے۔ اور لکھا کہ چونکہ وہ اسلام کے پرجوش واعظ اور مسلمہ وکیل اور اسلام کے نمائندہ ہیں اس لئے انکی شہادت بطور ثبوت کے پیش ہو سکتی ہے۔ لیکن افسوس کہ مسٹر امیر علی کا سہارا بھی ان کے لئے کافی ثابت نہ ہوا۔ حضرت خلیفۃ المسیح نے اس گواہ کی حیثیت پر جرح کی اور ثابت کیا کہ مسٹر امیر علی کا قول بھی کوئی سند نہیں اور ان کے کہہ دینے سے کسی بات کی غلطی یا کمزوری ثابت نہیں ہوتی۔ جب وہ مسائل جن پر اعتراض کیا گیا ہے۔ عقلی ہیں تو ان کے غلط ثابت کرنے کا یہ طریق ہے کہ عقلی دلائل کے ساتھ ان کو غلط ثابت کیا جائے۔ نہ کہ زید و بکر کے قول سے۔ زید و بکر کے اقوال سند نہیں ہوتے۔ ہاں کبھی بطور تائیدی دلائل کے استعمال ہو سکتے ہیں۔

یہ بات ایسی صحیح اور واضح تھی کہ پروفیسر صاحب کے پاس اس کا جواب نہ تھا۔ اور ان کو مجبوراً کہنا پڑا کہ میں نے مسٹر امیر علی وغیرہ کے اقوال بطور سند کے پیش نہیں کئے تھے۔ بلکہ صرف بطور تائیدی دلائل کے ہی پیش کئے تھے۔ پس پروفیسر صاحب کے اس اقرار سے اس بحث کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ کیونکہ حضرت خلیفۃ المسیح کا اس بحث سے یہی دکھانا منشاء تھا کہ زید بکر کا قول کسی مسئلہ کے غلط ثابت کرنے کے لئے کوئی حجت نہیں ہو سکتا۔ آپ نے پہلے ہی مضمون میں یہ لکھا تھا کہ بعض لوگوں کے کسی عقیدہ یا مذہب کو ترک کر دینے سے یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ وہ عقیدہ یا مذہب کمزور ہے بلکہ مدعی کا یہ فرض ہے کہ وہ عقلی دلائل اور مشاہدہ سے بھی اس عقیدہ یا مذہب کی کمزوری کو ثابت کرے اور پھر اپنے دوسرے مضمون میں بھی اسی بات پر زور دیا اور فرمایا۔ کہ نمائندہ ہو یا غیر نمائندہ اس کی بات تبھی قابل سماعت ہوگی جب کسی ایسے امر کے متعلق کہے جو نظروں سے اوجھل ہو سکے۔ جو بات عقل سے تعلق رکھتی ہے اور دلائل کے ساتھ ثابت کی جاتی ہے اس کے متعلق کہنا کہ فلاں شخص یوں کہتا ہے۔ کس قدر عجب بات ہے۔ ایسی باتیں جو معقولات میں سے ہیں اور جن کی صداقت یا بطلان دلائل عقلیہ سے ثابت کیا جاتا ہے نہ کہ روایت سے ان کے متعلق تو دس کروڑ انسان بھی کہہ دیں کہ وہ غلط ہیں تو ان کے کہنے سے کچھ اثر ان کی صداقت پر نہیں پڑ سکتا۔ اگر کوئی شخص ان کو غلط ثابت کرنا چاہتا ہے۔ تو اس کا ایک ہی فرض ہے کہ وہ دلائل اور براہین کے ساتھ ان کو غلط ثابت کر دے۔ ایسے امور میں دوسروں کے اقوال پر اپنی دلیل کا انحصار رکھنا درست نہیں۔ اس کے جواب میں اب پروفیسر صاحب تسلیم فرماتے ہیں۔ کہ انہوں نے مسٹر امیر علی وغیرہ کے اقوال کو بطور سند کے پیش نہیں کیا تھا۔ بلکہ صرف بطور تائیدی دلیل کے پیش کیا تھا۔ پس پروفیسر صاحب حضرت خلیفۃ المسیح کی دلیل کو صحیح تسلیم کرتے ہیں۔ اور اس بات کو قبول کرتے ہیں۔ کہ زید و بکر کا قول سند نہیں ہو سکتا۔ اور نہ انہوں نے بطور سند کے پیش کیا۔ اس بنا پر ان کے اس اعتراف سے یہ بحث دراصل ختم ہو جاتی ہے۔ اور ضرورت نہیں کہ اس سے زیادہ اس پر کچھ لکھا جائے۔ کیونکہ جو بات حضرت خلیفۃ المسیح پروفیسر صاحب اور پبلک پر واضح کرنا چاہتے تھے۔ اور اس کے لئے انہوں نے قلم اٹھائی تھی۔ اسکو اب پروفیسر صاحب خود تسلیم کرتے ہیں۔ اور کیونکر تسلیم نہ کرتے۔ ایسی واضح اور محکم دلیل سے کون شخص انکار کر سکتا ہے۔

ہاں اس بات کا ظاہر کر دینا ضروری ہے کہ پروفیسر صاحب کا یہ تسلیم کر لینا تو بہت درست اور صحیح ہے۔ کہ زید و بکر کا قول حجت نہیں ہو سکتا۔ مگر ان کا یہ فرمانا ہرگز درست نہیں کہ انہوں نے مسٹر امیر علی وغیرہ کے اقوال کو بطور سند اور حجت کے پیش نہیں کیا تھا۔ بلکہ صرف بطور تائیدی دلیل کے ہی پیش کیا۔ اب تو وہ حضرت خلیفۃ المسیح کے زبردست دلائل سے مجبور ہو کر فرماتے ہیں کہ انہوں نے ان لوگوں کے اقوال کو بطور سند اور حقیقی دلیل کے پیش نہیں کیا تھا۔ بلکہ صرف بطور تائیدی دلیل کے۔ لیکن ان کے اس اقرار سے الگ بچاؤ نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ واقعی امر یہی ہے کہ انہوں نے ان لوگوں کے اقوال کو بطور سند کے پیش کیا تھا۔ نہ بطور تائیدی دلیل کے اور وہ اب یہ کہہ کر کہ انہوں نے ان لوگوں کے اقوال کو بطور سند کے پیش نہیں کیا تھا اپنی غلطی اور کمزوری پر پردہ نہیں ڈال سکتے۔

پروفیسر صاحب اتنا تو جانتے ہیں کہ جب حضرت خلیفۃ المسیح نے یہ تحریر فرمایا تھا کہ "کسی مسئلہ کی تحقیق اسی طریق پر ہو سکتی ہے کہ اس کے صدق و کذب کو مشاہدہ یا دلائل کے ذریعہ سے دیکھا جائے نہ اس طرح کہ زید و بکر کے اقوال کو سند لیا جائے۔ زید و بکر کے اقوال سند نہیں ہوتے۔ ہاں کبھی بطور تائیدی دلائل کے استعمال ہو سکتے ہیں۔" اس سے ان کا کیا مطلب تھا۔ کیا اس کا یہ مطلب نہیں کہ اگر کوئی مدعی کسی عقیدہ کو غلط یا صحیح ثابت کرنا چاہے۔ تو اس کا یہ طریق نہیں کہ صرف زید و بکر کے قول کو پیش کرے۔ اور انہیں کے اقوال کی بنا پر ایک نتیجہ نکال لے بلکہ اسے چاہئے کہ عقلی دلائل یا مشاہدہ سے اس عقیدہ کو درست یا غیر صحیح ثابت

کرے۔ ہاں کبھی ایسا وہ کر سکتا ہے کہ اپنے پیش کردہ دلائل کی تائید میں کسی اور کا قول بھی نقل کر دے اب میں پروفیسر صاحب سے پوچھتا ہوں کہ کیا انہوں نے اپنے لیکچر میں ایسا ہی کیا تھا ان کو وہ فلسفیہ دلائل بتھے جو انہوں نے اپنے دعوے کے ثبوت میں پیش کئے تھے۔ جن کی تائید میں انہوں نے مسٹر امیر علی وغیرہ کے اقوال نقل کئے تھے۔ پروفیسر صاحب نے اپنی طرف سے ایک دلیل بھی پیش نہیں کی تھی بلکہ صرف چند لوگوں کے اقوال پیش کئے اور انہی کی بنا پر نتیجہ نکالا۔ کہ اسلام اب دنیا کے لئے تسلی کا موجب نہیں ہو سکتا۔

پس اس صورت میں کیا ان کا یہ کہنا بالکل غلط نہیں کہ انہوں نے ان اقوال کو صرف تائیدی رنگ میں پیش کیا تھا۔ بطور سند اور حجت کے پیش نہیں کیا تھا۔ پروفیسر صاحب کے لیکچر کو پڑھو اس میں انہوں نے اپنے دعوے کے ثبوت میں اپنی طرف سے کوئی دلیل پیش نہیں کی تھی۔ صرف چند اقوال پیش کر کے حاضرین کو بتلایا کہ پس ثابت ہوا کہ اسلام اب دنیا کے لئے تسلی بخش نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ پرکاش ان کے لیکچر کے اس حصہ کو حسب ذیل الفاظ میں نقل کرتا ہے۔

"اب اسلام کو لیجئے...... اسلام بھی اب دنیا کو تسلی نہیں دے سکتا۔ جسطرح میں نے عیسائی مذہب کے متعلق اپنے دعوے کے ثبوت میں عیسائی پادریوں کے حوالے دئے ہیں۔ اسی طرح اسلام کے متعلق بھی مسلمان علماء کے ہی حوالے پیش کروں گا۔ (اسکے بعد چند آدمیوں کے قول نقل کر کے فرمایا کہ)

"پس ثابت ہوا کہ یہ تینوں مذاہب ناکافی ہیں"

پروفیسر صاحب نے اپنے دعوے کے ثبوت میں کیا پیش کیا۔ صرف چند آدمیوں کے اقوال اور ان سے جھٹ یہ نتیجہ نکال لیا کہ اسلام اب دنیا کے لئے کافی نہیں۔ پس پروفیسر صاحب کا یہ فرمانا بالکل غلط ہے کہ انہوں نے ان لوگوں کے اقوال بطور سند پیش نہیں کئے تھے۔ بلکہ صرف بطور تائیدی دلائل کے۔ اگر اپنے پیش کردہ دلائل کی "تائید" میں ان اقوال کو پیش کیا تھا۔ تو وہ دلائل جو انہوں نے اپنے دعوے کے ثبوت میں پیش کئے تھے جنکی تائید میں انہوں نے ان اقوال کو پیش کیا تھا۔ وہ کہاں ہیں۔ سچی بات یہ ہے کہ پروفیسر صاحب

جناب مولوی محمد احسن صاحب کی متعلق اہلحدیث کا سوال

اور

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کا جواب

مولوی ثناء اللہ نے اپنے اخبار ۱۶ ردسمبر ۱۹۲۱ء میں جناب مولوی محمد احسن صاحب کے متعلق ایک نوٹ شائع کر کے چونکہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی نسبت غلط فہمی اور بدظنی پھیلانے کی کوشش کی ہے۔ اس لئے میں نے ضروری سمجھا۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کے حضور اس بات کو پیش کر کے اس کا جواب حاصل کروں ذیل میں وہ عریضہ جو میں نے حضور کی خدمت اقدس میں لکھا مع جواب درج کیا جاتا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علےٰ رسولہ الکریم

سیدی و آقائی - السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

اخبار اہلحدیث ۱۶ دسمبر ۱۹۲۱ء میں حضور کے متعلق شائع ہوا ہے کہ

"۱۹۱۲ء میں جب آپ شملہ پر تھے۔ تو بابو عبدالحق احمدی کے ساتھ گفتگو کرتے ہوئے آپ نے کہا تھا کہ مولوی محمد احسن ہمیشہ سے لالچی ہیں۔ حضرت (مرزا) صاحب کے زمانہ میں بھی لالچی تھے۔ اب بھی ان کی یہی حالت ہے۔ لالچ ہی کی وجہ سے وہ لاہوریوں کی طرف ہو گئے۔ کیا آپ کو یاد ہے۔ کہ آپ نے ایسا کہا تھا"

چند دن ہوئے جب یہی عبدالحق جس کا اہلحدیث نے حوالہ دیا ہے۔ یہاں آیا۔ تو مذکورہ بالا روایت سنی گئی۔ جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اہلحدیث کو یہ اطلاع عبدالحق کے ذریعہ ہی پہنچی ہے۔ اور وہ اہلحدیث سے اس قسم کا تعلق پہلے سے رکھتا ہے۔ جیسا کہ غیر احمدیوں کے جلسہ کے بعد اس نے ہمارے خلاف اہلحدیث کو یہ بالکل جھوٹی خبر پہنچائی تھی۔ کہ ہم نے غیر احمدیوں کے جلسہ کے اثر کو زائل کرنے کیلئے از بقہ میں دس ہزار لوگوں کے احمدی ہونے کی خبر اڑائی ہے۔ جس کی کچھ حقیقت نہیں ہے۔ جن دنوں حضور شملہ قیام فرماتے تھے۔ عبدالحق مذکور نے دو تین بار حضور سے گفتگو کر کے اسے "پیغام" میں نہایت غلط اور کچھ کا کچھ چھپوایا تھا۔

جہانتک میں نے دیکھا ہے۔ اس میں مذکورہ بالا روایت کا قطعاً ذکر نہیں ہے۔ میں بھی حضور کے ساتھ تھا۔ مگر مجھے بھی ذاتی طور پر بالکل علم نہیں ہے۔ کہ حضور نے عبدالحق سے یہ بات فرمائی۔

براہ کرم حضور اس کے متعلق جو اصل بات ہو۔ اس سے مطلع فرما دیں۔ تاکہ لوگوں کی آگاہی کے لئے شائع کر دیجائے۔

طالب دعا

غلام نبی خادم "الفضل"

عزیز مکرم! السلام علیکم۔ جہانتک میرا حافظہ مدد کرتا ہے۔ مجھے اس قسم کی کوئی بات یاد نہیں جو میں نے میاں عبدالحق شملوی سے کہی ہو۔ جہاں تک مجھے یاد ہے میں نے ان سے اس قسم کی کوئی بات نہیں کہی۔ اور میں نے حافظ روشن علی صاحب سے بھی جو وہاں موجود تھے۔ دریافت کیا ہے۔ کہ کیا ایسی کوئی بات ان کو یاد ہے۔ جس کو بگاڑ کر بھی وہ اس قسم کی بات بنا سکتے تھے۔ مگر انہوں نے بھی یہی بتایا کہ ان کو قطعاً یاد نہیں۔ درحقیقت ایسے امور کے متعلق پہلے الزام لگانے والے سے ثبوت طلب کرنا ہوتا ہے۔ یہ لوگ اپنے مطالب کے حاصل کرنے کیلئے جو چاہتے ہیں لکھ دیتے ہیں۔ کبھی کوئی بات ہوتی ہے اور اسے بگاڑ کر لکھ دیتے ہیں۔ کبھی محض افتراء ہی ہوتا ہے۔ اور ان کے اولیاء ان خبروں کو آگے لوگوں میں پھیلا دیتے ہیں۔

خاکسار مرزا محمود احمد

نے انہی اقوال کو بطور سند کے پیش کر کے انہی سے اپنا نتیجہ نکالا تھا ان کی یہی غلطی تھی جسکی طرف ان کو توجہ دلائی گئی تھی۔ اور وہ اسی اصل کو تسلیم کرتے ہیں۔ کہ زید و بکر کے قول بطور سند پیش نہیں ہو سکتے۔ پس پروفیسر صاحب کے اس اعتراف سے حضرت خلیفۃ المسیح کی غرض پوری ہو گئی۔ اور جس بات کے ثابت کرنے کیلئے انہوں نے قلم اٹھایا تھا آخر پروفیسر صاحب کو اسی بات کا اقرار کرنا پڑا۔ اب پروفیسر صاحب کو چاہیئے کہ جس اصل کو اب انہوں نے صحیح تسلیم کیا ہے۔ اسی کی بنا پر حضرت خلیفۃ المسیح سے مناظرہ فرمالیں۔ تا غور کرنے والی طبیعتیں خود ہی

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی ڈائری

"جلسہ کے متعلق مضامین کی کثرت اور حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے نہایت اہم اور ضروری خطبات جمعہ کے طویل ہونے کی وجہ سے ڈائری ساتھ کے ساتھ شائع نہیں کی جاسکی اور اس سلسلہ کو باقاعدہ رکھنے کے لئے یہی مناسب سمجھا گیا ہے۔ کہ شائع شدہ ڈائری سے اگلی تاریخ کی ڈائری درج ذیل کی جائے۔ (ایڈیٹر)

(۱۸ر نومبر ۱۹۲۱ء بعد نماز عصر)

سکھ نومسلم ایک سکھ نومسلم جن کا نام محمد یوسف صاحب ہے اور جو پیام میں مضامین لکھا کرتے ہیں حضور نے پہلے ان سے دریافت فرمایا کہ آپ کب مسلمان ہوئے انہوں نے عرض کیا کہ سات سال ہو گئے اور میرا سارا خاندان مسلمان ہو گیا ہے۔

گورمکھی کی ابتدا مکرم شیخ محمد یوسف صاحب ایڈیٹر نور بھی حاضر تھے۔ سکھوں کے متعلق گفتگو کے دوران میں حضور نے فرمایا گورمکھی زبان کے متعلق تحقیقات کرنی چاہئے۔ کہ اس کی ابتدا کب سے ہے۔ اور اس کی حرکات وغیرہ کب ایجاد ہوئی ہیں۔ شیخ صاحب ایڈیٹر نور نے عرض کیا کہ سکھ اس کی ابتدا گورو انگد سے بتاتے ہیں۔ فرمایا کہ یہ تو ان کا بیان ہے اور ہر مذہب کے لوگ اپنی مذہبی زبان کے متعلق قدامت کا دعوے کرتے ہیں۔ جیسا کہ ہندو سنسکرت کے متعلق دعوے کرتے ہیں۔ مگر دیکھنا یہ ہے کہ تاریخ تحقیقات اور جرح کے بعد کیا فیصلہ کرتی ہے۔ اسی اصول کے مطابق سکھوں کا بیان ان کی مذہبی زبان کے متعلق آخری حد کا پتہ دیتا ہے۔ مگر ہمیں غیر مذاہب کے غیر جانبدار محققوں کے بیانات کو دیکھنا چاہئے۔ کہ وہ اس زبان کے متعلق کیا کہتے ہیں۔ اگر یہ تحقیق ہو جائے کہ حرکات تحریک کے آغاز کے بعد کی ایجاد ہیں۔ تو کئی مفید باتیں ہمیں اسلام کی تائید میں سکھوں کے متعلق معلوم ہو سکتی ہیں۔

(۱۹ر نومبر ۱۹۲۱ء بعد نماز ظہر)

بمبئی میں ترک موالاتیوں کا تشدد فرمایا کہ شہزادہ ویلز کے بمبئی میں آنے پر وہاں فساد ہو گیا۔ متعدد آدمی پولیس کے مارے گئے اور چند ملوانی بھی کام آئے۔ فرمایا۔ عدم تشدد تو ایک بہانہ ہے۔ ورنہ ہر ایک ملک میں انقلاب کرنے والے ابتدا میں تشدد کے خلاف ہی وعظ کیا کرتے ہیں۔ تاکہ سرکاری گرفت سے بچے رہیں مگر انجام پر ایک انقلابی تحریک کا تشدد پر ہوا کرتا ہے۔

نبیوں اور لیڈروں میں ایک اور فرق عدم تعاونی لیڈر خصوصاً مسٹر گاندھی جو بار بار کہہ رہے ہیں کہ دسمبر کے آخر میں یقیناً سوراج مل جائیگا۔ اس کے ذکر میں فرمایا۔ کہ خدا تعالیٰ کے نبیوں اور ان لوگوں میں کس قدر فرق ہوتا ہے۔ وہ خدا سے ایک علم پا کر ایک بات کہتے ہیں اور ساتھ ہی الا ان یشاء اللہ بھی کہہ دیتے ہیں۔ مگر یہ لوگ جو خدا کی طرف سے کچھ روشنی نہیں رکھتے کس طرح بے خوف ہو کر ایک دعوے کرتے ہیں۔ جس کا انجام ان کو کچھ معلوم نہیں ہوتا۔

یورپ میں مقاطعہ جوئی کا علاج اس ذکر میں کہ ڈاکٹر کچلو نے کھانا چھوڑ دینے کی دھمکی دی تھی۔ فرمایا یہ بالکل شریعت اسلام کے خلاف ہے۔ کہ خودکشی کی جائے۔ فرمایا۔ ولایت میں عورتوں نے ہنگر سٹرائک (Hunger Strike) کی تھی لیکن وہاں کے ڈاکٹروں نے اس کا علاج نکال لیا تھا۔ وہ منہ نہیں کھولتی تھیں اور ڈاکٹر ربڑ کی نلکی ناک میں ڈال کر ان کی دودھ پیٹ میں پہنچا دیتے تھے۔

مسٹر گاندھی اور مالویہ کا مقصد ایک ہی فرمایا۔ حالات پیش آمدہ یہ بتا رہے ہیں کہ مسلمانوں کی شامت آئی ہے۔ میں مسٹر گاندھی اور پنڈت مالویہ کو ایک ہی سمجھتا ہوں دونوں ایک ہی مقصد کے لئے جدوجہد کر رہے ہیں۔ مگر دونوں کا طریق کار مختلف ہے۔ اگر مسٹر گاندھی کامیاب ہو جائیں تو خیر اور اگر نہ ہوں اور فساد اور بربادی ہو تو مالویہ کہہ دینگے کہ ہندوؤں کا لیڈر تو میں ہوں اور ہندو اس تمام بربادی کے مضرات سے بچ جائینگے۔ مگر مسلمانوں میں درمیانی راہ کا کوئی آدمی نہیں جو مسلمان سرکاری ملازم ہیں وہ لیڈری کا دعویٰ نہیں کر سکتے۔ اور باقی انتہائی حد پر ہیں۔ اس لئے جس طرح غدر میں مسلمانوں کے سر تھپ گئی تھی۔ اسی طرح یہاں ہوگا۔

(۲۰ر نومبر ۱۹۲۱ء بعد نماز عصر)

گاندھی جی کی توبہ فرمایا مسٹر گاندھی نے اپنی غلطی کا اعلان کر دیا ہے کہ ہندوستان ابھی سول ڈس اوبیڈینس کے قابل نہیں۔ اور اس کے لئے انہوں نے سزا رکھی ہے۔ کہ ان کے ساتھی ہفتہ وار روزہ رکھیں۔ مسلمانوں کیلئے اس قسم کے روزے تو خلاف شریعت ہیں۔ اگر وہ رکھینگے تو خلاف شریعت فعل کے مرتکب ہوں گے۔ اور باقی رہے ہندو ان کا روزہ یہ ہے کہ روٹی نہ کھائیں اور تمام چیزیں استعمال کر سکتے ہیں۔ اس سے ان کے لئے کوئی نقصان نہیں۔

ساری دنیا میں چرخے کا رواج ہو تو کچھ فائدہ مگر اس کے ذکر میں فرمایا کہ اب تو غیر ملکوں میں بھی بننے لگ گیا ہے۔ مانچسٹر وغیرہ کی تباہی صرف ہندوستان کے چرخے سے ناممکن ہے۔ کیونکہ اس سے تو یہاں کی ضروریات بھی پوری نہیں ہو سکتیں۔ ہاں اگر ساری دنیا کلوں کو توڑ کر چرخے لے بیٹھے تو ممکن ہے۔ ہندوستان بڑھ جائے۔ کیونکہ ترقی کے دو ذریعہ ہوتے ہیں۔

۱- یہ کہ یا تو آدمی خود دوسروں سے آگے بڑھ جائے۔

۲- یا۔ دوسروں کو پکڑ کر پیچھے ہٹا دے۔ اگر کوئی چاہے کہ نہ خود آگے بڑھے اور نہ دوسروں کو پیچھے ہٹائے۔ تو پھر ترقی ناممکن ہے۔ اگر ساری دنیا میں چرخے کا رواج ہو جائے۔ تو پھر ہندوستان ساری دنیا سے بڑھ سکتا ہے ورنہ نہیں۔

ایک حد تک گردا مفید ہے گرد کے متعلق فرمایا اب نئی ڈاکٹری تحقیقات ہوئی ہے۔ اس میں بتایا گیا ہے۔ کہ گردا ضروری ہے کیونکہ جو جرم انسان کے اندر داخل ہو کر چلے جاتے ہیں۔ ان کے لئے گرد ا جوار کر جاتا ہے۔ چھانی کا کام دیتا ہے۔ سائنسدانوں نے ایک محاورہ بنایا ہے۔ کہ جو انسان گردا بالکل نہ کھائے وہ بھی مر جائیگا۔ اور جو زیادہ کھائے وہ بھی مریگا۔

نامہ صادق

امریکہ میں تبلیغ اسلام کی رپورٹ

(۱۲)

(نوشتہ جناب مفتی محمد صادق صاحب)

نومسلم احمدی مبلغین کی قابل قدر کوششیں

اللہ پاک کی رحمت سے بعض نومسلموں کو اللہ تعالےٰ نے یہ جوش و قوت عطا کی ہے۔ کہ وہ اس ملک کے عیسائیوں کے درمیان احمدیت کی تبلیغ میں سرگرم ہیں۔ ان میں سے سب سے زیادہ قابل ذکر (۱) مسٹر جیکب (محمد یعقوب) ہیں۔ جو شکاگو میں سب سے اول مسلمان ہوئے۔ اور تب سے برابر دوسروں کو اسلام کی طرف کھینچنے میں کوشاں ہیں۔ اسوقت پندرہ اشخاص مرد و زن ان کے ذریعہ سے ہدایت پاکر داخل اسلام ہو چکے ہیں۔ اور ان کا ہفتہ وار جلسہ ایک [illegible] مسلمان مسٹر ردمن کے مکان پر ہر اتوار کو ہوتا ہے۔

۲۔ دوسری مبلغہ مسز گاربر (میڈم راحت اللہ) ہیں۔ جو نیویارک میں کام کر رہی ہیں۔ پانچ اشخاص پہلے ان کے ذریعہ سے مسلمان ہو چکے ہیں۔ اور اس ہفتہ میں تین اور نومسلموں کے خطوط انہوں نے بھیجے ہیں۔

۳۔ تیسرے صاحب مسٹر ایلبرٹو بن۔ جو فلاریڈا اسٹیٹ میں مقیم ہیں۔ ان کی تصویر رسالہ مسلم سن رائز ۱۹۳۱ء میں شائع ہو چکی ہیں۔ ان کے ذریعہ سے تین آدمی اس وقت تک ہدایت پا چکے ہیں۔ نیز وہ اس کوشش میں ہیں کہ اس شہر کے لوگ چندہ کر کے مجھے لیکچروں کے واسطے وہاں بلائیں۔ اور میرے اخراجات سفر بھی اپنے چندہ سے بہم پہنچائیں۔ چونکہ فلاریڈا ڈی ٹرائٹ سے دو ہزار میل کے فاصلہ پر ہے۔ صرف ریل کا کرایہ آمد و رفت قریباً پانچ سو روپیہ ہوگا اس ملک میں ریلوں میں درجات نہیں ہوتے۔ سب کے واسطے ایک ہی قسم کی گاڑی اور مساوی آرام مہیا کیا جاتا ہے۔ البتہ سونے کی گاڑی الگ ہوتی ہے۔ جس میں بستر وغیرہ مہیا کیا جاتا ہے۔ اس کا کرایہ تھوڑا زیادہ ہوتا ہے۔ بہت فرق نہیں۔

ایک اور عزت افزائی

اس ملک میں اخبارات کی ایک کانگریس بنائی گئی ہے۔ جس کا نام رکھا گیا ہے پریس کانگریس آف دی ورلڈ۔ اس کانگریس نے عاجز کو بلحاظ اڈیٹر ایک اسلامی رسالہ ــــ کے اپنے ایک خاص اجلاس میں ممبر منتخب کر کے مجھ سے خواہش ظاہر کی ہے کہ میں اسے قبول کروں۔ اس کے ممبر بہت بڑے بڑے اخبار نویس ہیں۔ جن کے اخبار روزانہ لاکھوں چھپتے ہیں پریذیڈنٹ ہارڈنگ بھی اس کے ممبر ہیں۔

وسط امریکہ میں احمدی

گواٹی مالا۔ وسط امریکہ میں ایک صاحب مسٹر ایف آرمنڈل نام بذریعہ خط و کتابت داخل سلسلہ احمدیہ ہوئے ہیں۔ قبل ازیں ایک صاحب اور بھی وسط امریکہ میں احمدی مسلمان ہو چکے ہیں۔ یونائیٹڈ سٹیٹس [illegible] کے ذریعہ کر شالی [illegible] ممالک امریکہ میں تبلیغ ہو سکتی ہے بشرطیکہ اس کے واسطے سامان کافی ہو۔

میرا پتہ تار

احباب کرام کی اطلاع کے واسطے لکھا جاتا ہے۔

۱۔ میں نے اپنا پتہ تار گھر Western Union میں مختصر رجسٹر کرایا ہے۔ اور وہ یہ ہے

Sunrise, Detroit, Mich.
U.S. America.

یہ صرف دو لفظ شمار ہوں گے۔ ملک امریکہ کے لفظ کا تار والے چارج نہیں کرتے۔ اور ڈی ٹرائٹ بھی ایک لفظ شمار ہوتا ہے۔

۲۔ امریکہ اور ہندوستان کے درمیان وی پی جاری نہیں ہے۔

۳۔ جو صاحب کچھ رقم بھیجنا چاہیں۔ اور کوئی شے منگوانی ہو۔ تو ہندوستانی کرنسی نوٹ رجسٹری لفافہ میں بھیجدیں بیمہ نہ کرائیں۔ یا ٹامس کک کمپنی نیویارک کے نام کا چک بھیجدیں۔ یا امریکہ کے کسی شہر کی ہنڈی خواہ کوئی شہر ہو میں یہاں باسانی وصول کر سکتا ہوں۔

محمد صادق

Dr. M. M. Sadiq
27 la Belle Ave
Highland Park Mich

عیسائیت کے متعلق دلچسپ گفتگو

مابین

مبلغ اسلام آف بالرشیل اور ایک مسیحی

ایک معزز یوریشین مسیحی کے نک نام میرے پاس آیا اور کہا کہ میں کچھ دریافت کیا چاہتا ہوں۔ کہا گیا۔ بڑی خوشی سے دریافت کریں گفتگو کر لی میں ہو گی۔ جو درج ذیل ہے

مسیحی۔ آپ عیسیٰ کو مانتے ہیں۔ مبلغ اسلام۔ ہاں ہم حضرت عیسیٰ کو نبی مانتے ہیں۔

مسیحی۔ سینٹ (ولی) سمجھتے ہو۔ مبلغ اسلام۔ سینٹ سے بڑھ کر

مسیحی۔ کیا سینٹ جھوٹا ہو سکتا ہے۔ مبلغ اسلام۔ نہیں

مسیحی۔ پھر کیوں اسکو آپ خدا نہیں مانتے۔ مبلغ اسلام۔ اس نے کبھی نہیں کہا کہ وہ خدا ہے۔

مسیحی۔ اس نے کہا ہے۔ مبلغ اسلام۔ کیا آپ نے اپنے کانوں سے سنا ہے کہ اس نے کہا ہے کہ وہ خدا ہے۔

مسیحی۔ نہیں مگر انجیل میں لکھا ہے۔ مبلغ اسلام۔ ہرگز نہیں کیا آپ دکھا سکتے ہیں۔

مسیحی۔ میں انجیل سے ڈھونڈ کر بتاؤں گا۔ اسوقت میرے پاس انجیل نہیں۔ مبلغ اسلام۔ بہت اچھا ہم ہر وقت انجیل سننے کو طیار ہیں۔ انجیل میں ہرگز نہیں کہ عیسیٰ نے کہا کہ میں خدا ہوں۔

مسیحی۔ یحییٰ کے پاس جب اس نے اصطباغ لیا تو اوپر سے آواز آئی کہ یہ میرا پیارا بیٹا ہے۔

مبلغ اسلام۔ اسطرح کے بیٹے تو ہم سب ہیں کیا آپ نہیں کہا کرتے اے باپ جو آسمان میں ہے۔ بائبل میں ہے یعقوب نخست زادہ من است۔ بلکہ ہر نبی کو بیٹا کہا گیا ہے۔

مسیحی۔ عیسیٰ کا کوئی انسان باپ نہیں اس لئے خدا اس کا باپ ہے۔

مبلغ۔ آدم کا بھی کوئی باپ نہیں اس لئے کیا خدا اس کا باپ ہے۔

مسیحی۔ بے شک خدا نے آدم کو بنایا اس لئے وہ آدم کا

باپ ہے۔ ایسا ہی عیسیٰ کو بنایا اس لئے اس کا باپ ہے

مبلغ۔ چونکہ ہم سب کو خدا نے بنایا اسلئے ہم سب کا خدا باپ ہے۔

اگر عورت کے پیٹ سے پیدا ہونے والا خدا ہو سکتا ہے تو جتنے عورت کے پیٹ سے نکلے ہیں۔ سب خدا ہونے چاہئیں۔ غیر محدود خدا کیسے محدود پیٹ میں سما گیا۔

مسیحی۔ خدا جو چاہے کر سکتا ہے۔ یہ مسٹری ہے۔ جسکے بھید ہم بیان نہیں کر سکتے۔

مبلغ۔ اگر ہم مسٹری کو دلیل بنالیں۔ تو رام کرشن۔ بلکہ پتھر کو بھی خدا ماننا پڑیگا۔

مسیحی۔ خدا کا نہ آغاز ہے نہ خاتمہ۔ اور یہ ہماری عقل میں نہیں آسکتا۔ کہ کوئی ایسی چیز بھی ہو سکتی ہے کہ نہ اسکی ابتدا ہو نہ انتہا۔

مبلغ۔ چونکہ حضرت عیسیٰ کا آغاز ہے وہ حضرت مریم کے پیٹ سے پیدا ہوئے۔ اور ان کی انتہا ہے کہ فوت ہوئے اس لئے وہ خدا نہیں۔ [illegible]

مسیحی۔ جب خدا ہر جگہ ہے تو کیا وجہ ہے کہ مریم کے پیٹ میں نہ ہو۔

مبلغ۔ جب خدا مریم کے پیٹ میں تھا۔ تو [illegible] خدا [illegible]

مسیحی۔ باہر بھی تھا۔

مبلغ۔ اس سے معلوم ہوا کہ سارا خدا مریم کے پیٹ میں داخل نہیں ہوا تھا۔ بلکہ اس کا ایک حصہ داخل ہوا تھا۔

مسیحی۔ آپ انجیل نہیں مانتے۔

مبلغ۔ جہاں توریت کے برخلاف ہے۔ وہ نہیں مانتے۔ توریت میں لکھا ہے کہ ایک خدا ہے تو ہم کیسے مان لیں تین خدا ہیں۔ حالانکہ حضرت عیسیٰ فرماتے ہیں میں توریت کو پورا کرنے آیا ہوں۔ منسوخ کرنے نہیں آیا۔

مسیحی۔ خدا واحد ہے لیکن اس میں تین اقنوم ہیں۔

مبلغ۔ کیا یہ انجیل میں ہے؟ اور جب ایک مرگیا تو کیا تینوں مرگئے۔

مسیحی۔ ہاں انجیل میں ہے۔ اور خدا نہیں مرتا۔ یسوع خدا نہیں مرا تھا۔ بلکہ یسوع انسان مرا تھا۔

مبلغ۔ یسوع خدا نہیں مرا تھا۔ تو پھر کفارہ ثابت نہ ہوا

مسیحی۔ وہ ہمارے گناہوں کیلئے مرا۔

مبلغ۔ ایک انسان کے مرنے سے ایک ہی کے گناہ بخشے جا سکتے ہیں۔ نہ کہ ساری دنیا کے۔

مسیحی۔ آپ موت سے کیا مراد لیتے ہیں۔

مبلغ۔ روح کا جسم سے الگ ہو جانا۔

مسیحی۔ خدائی روح یسوع کے انسانی جسم سے الگ ہو گئی۔

مبلغ۔ اس طرح تو خدا بھی مرگیا۔ اور انسان بھی۔ پھر آپ کیسے کہتے ہیں کہ خدا پر موت نہیں آئی تھی۔

مسیحی۔ انجیل میں لکھا ہے کہ وہ سولی پر مرگیا تھا۔

مبلغ۔ ہم یہ نہیں مانتے کیونکہ توریت میں لکھا ہے کہ جو سولی پر مرتا ہے وہ لعنتی ہوتا ہے۔

مسیحی۔ نہیں کیا اگر آپ کو آپ کے دشمن سولی پر مار دیں تو آپ لعنتی ہو جائینگے۔

مبلغ۔ [illegible] نبی کے لئے یہ شرط ہے

مسیحی۔ اچھا اب وقت بہت ہو گیا ہے۔ پھر میں انجیل میں پڑھ کر آپ سے بات کر دوں گا۔

مبلغ۔ بہت اچھا مجھے بہت خوشی ہو گی۔ اگر آپ ایسا کرینگے

مسیحی۔ میں حیران تھا کہ آیا مسلمان عیسیٰ کو مانتے بھی ہیں یا نہیں میں نے ایک بڑے مسلمان سے پوچھا تھا تو اس نے کہا کہ مسلمان اسکو ایک بڑا نبی مانتے ہیں میں نے پھر اس سے سوال کیا تھا۔ کہ کیا نبی بھی کذاب اور مفتری ہو سکتا ہے اس نے کہا نہیں پھر میں نے اسے کہا کہ پھر جب اسنے خدا ہونیکا دعویٰ کیا تو تم اسکو کیوں نہیں مانتے۔ اس سے اس کا جواب بن نہ آیا۔ میں ہمیشہ تعجب میں رہا کہ مسلمان عیسیٰ کو مانتے بھی ہیں پھر مفتری اور کذاب بھی ٹھہراتے ہیں۔ سو آج مجھے آپ سے معلوم ہو گیا کہ عیسیٰ نے کبھی خدائی کا دعوےٰ ہی نہیں کیا۔

مبلغ۔ حضرت عیسیٰ سولی پر باندھا گیا تھا اس پر مرا نہیں تھا۔ بے ہوش اتار لیا گیا تھا۔ ایک کمرے دار قبر میں رکھا گیا تھا۔ یوسف ارمتیا نے بہت سے مصالح اس کے زخموں پر لگائے وہ اچھا ہو کر تیسرے دن قبر سے باہر آگیا۔ مالی کے کپڑے پہنے ہوئے۔ حواریوں کے ساتھ کھاتا پیتا رہا۔ چالیس دن تک ان کے ساتھ رہا۔

مسیحی۔ وقت بہت ہو گیا ہے۔ میں وہ مقامات اناجیل سے نکال کر دکھاؤنگا۔ جن میں لکھا ہے کہ عیسیٰ خدا ہے۔ **مبلغ۔** بہت خوب۔

راقم خاکسار غلام محمد احمدی مبلغ اسلام روز ہل۔ مارشیس۔

مکتوب امام

حسابات سلسلہ کے متعلق ایک غلط بیانی کی تردید

حال میں ایک شخص نے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کی خدمت میں لکھا۔ کہ تحصیلدار صاحب بٹالہ سے ایک آدمی یہ کہتے ہوئے سنا گیا۔ کہ شہر سے واپس آکر میاں صاحب نے جب حسابات کے کاغذات منگوائے تو معلوم ہوا کہ ۸۰ ہزار خزانہ میں ہونا چاہیئے۔ لیکن روپیہ موجود نہ تھا اور دریافت کرنے پر معلوم ہوا۔ کہ ۸ ہزار روپیہ خلیفہ رشید الدین صاحب کے پاس اور ۲ ہزار روپیہ مولوی عبد المغنی صاحب کے پاس اور چار ہزار مولوی شیر علی صاحب کے پاس اسطرح ۴۲ ہزار روپیہ [illegible] لوگوں کے پاس ہے۔ کیا تحصیلدار صاحب اس معاملہ میں دخل دے سکتے ہیں۔ اس پر ضرور توجہ کرنی چاہیئے۔

اس کے جواب میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے لکھا۔

"اگر بیالیس ۴۲ ہزار روپیہ تحصیلدار صاحب کی معرفت مل جاوے تو الحمد للہ۔ ہم اسکا نصف روپیہ تحصیلدار صاحب اور ان کے عہدہ داروں کو دے دینگے۔ میری تحقیقات میں تو بیالیس ۴۲ ہزار روپیہ نہیں معلوم ہوا۔ بلکہ دو ہزار بھی نہیں۔ بلکہ ایک پیسہ بھی نہیں نکلا جو لوگوں نے کھایا ہو۔ میں نے تحقیقات کر کے نکالا ہے۔ کہ چودہ ہزار کے قریب نظارت کا قرض دوسروں کے ذمہ حسابات میں دکھایا گیا ہے۔ معلوم ہوتا ہے۔ کسی نے اسکو تین سے ضرب دیکر بیالیس ۴۲ ہزار بنا لیا ہے۔ اس قرضہ کا دو ثلث سے زیادہ حصہ وہ ہے۔ جو کہ طالب علموں کو بطور وظیفہ (پچھلے تین سال میں) دیا جاتا رہا ہے۔ چونکہ ان طلباء سے معاہدہ لکھوایا جاتا ہے۔ کہ وہ یہ روپیہ ادا کر دینگے۔ اس لئے اسکا نام قرضہ رکھا گیا۔

کچھ ایسا روپیہ تھا۔ جو درحقیقت زکوٰۃ کا خرچ تھا لیکن اس خیال سے کہ شاید اس کا کچھ حصہ ان لوگوں کے حالات کے درست ہونے پر واپس مل جائیگا۔ اس کو زکوٰۃ کی مد میں نہیں ڈالا گیا۔ بلکہ قرضہ کی مد میں دکھایا گیا ہے۔ اور میری منظوری سے یہ خرچ ہوا تھا۔

اس قسم کے قرض کے علاوہ کچھ قرض اس قسم کا تھا جبکہ نام نظارت کا قرض ہے۔ یہ روپیہ ہمنے خود دیا تھا۔ مگر مصلحتاً نظارت کی معرفت دلایا گیا تھا۔ کچھ رقم ایسی تھی جو بوجہ چھ چھ ماہ تنخواہ نہ ملنے کے بعض کارکنان صدر انجمن اور نظارت کو ان کی تنگی کے وقت پیشگی کے طور پر دی گئی تھی لیکن اگر کسی کو سو روپیہ کی رقم دی گئی تھی۔ تو اس کا آٹھ سو یا ہزار روپیہ تنخواہ کی حالت میں ہمارے ذمہ تھا۔ پس یہ خبر جو کسی [illegible] نے بھیجی [illegible] ہماری کسی غلطی کا اظہار نہیں کیا۔ بلکہ جھوٹ بنا کر حوالہ دیا ہے۔

اشتہارات

(ہر ایک اشتہار کے مضمون کا ذمہ دار خود مشتہر ہے نہ کہ الفضل (ایڈیٹر))

قادیان میں سکنی زمین

ا۔ محلہ دارالرحمت میں ۱۲؍ فی مرلہ زمین فی الحال ختم ہو چکی ہے۔ مگر قادیان کے قریب احمدیہ سٹور کے پاس نہایت عمدہ موقع کی زمین موجود ہے۔ قیمت حسب قطعہ [illegible]۔ [illegible] فی مرلہ ہے ۲۔ محلہ دارالفضل شرقی میں [illegible] فی مرلہ زمین مل سکتی ہے۔ نیز اس محلہ میں برلب سڑک کلاں یعنی سڑک موضع کھارا پر بھی جگہ موجود ہے قیمت [illegible] فی مرلہ ہے۔ محلہ دارالفضل غربی میں جگہ فی الحال ختم ہو چکی ہے ۳۔ محلہ دارالفضل شرقی کے جنوب شرق میں سڑک موضع کھارا کے اوپر سالم کھیت قابل فروخت موجود ہیں۔ خریداروں کو سالم کھیت لینا ہوگا۔ اور رستے اپنے چھوڑنے ہوں گے۔ کوئی کھیت پانچ کنال ہے۔ کوئی ساڑھے چار کا کوئی آٹھ کا وغیرہ وغیرہ موقعہ اچھا ہے۔ قیمت [illegible] فی مرلہ ہے۔ نوٹ بڑی سڑک کے اوپر کسی موقعہ پر بھی دو کنال سے کم جگہ نہیں دیجاتی۔ مگر اندرون محلہ دس مرلہ تک بھی جگہ مل سکتی ہے۔ بلکہ استثنائی طور پر پانچ مرلہ بھی نیز اندرون محلہ بھی باقاعدہ رستے اور گلیاں چھوڑی جاتی ہیں جہاں دو کانیں بن سکتی ہیں۔ نرخ مقررہ ہے۔ قیمت نقد وصول کی جاتی ہے۔ جو درخواست کے ساتھ بھیجی جانی چاہیئے۔ ہاں ایسا ہو سکتا ہے کہ قیمت قسط وار جمع ہوتی رہے۔ پھر جب پوری قیمت جمع ہو جائے تو جس جگہ مناسب قطعہ خالی ہو مل سکتا ہے۔ اور تمام خریداروں کے ساتھ یہ شرط ہوتی ہے کہ وہ اپنی ضرورت کے واسطے جگہ خریدیں۔ تجارت کرنا مقصود نہ ہو۔ اور نیز یہ کہ خریدنے کے بعد ایک سال کے اندر اندر کم از کم چاردیواری بنا کر اپنی حدود قائم کریں۔

مرزا بشیر احمد قادیان دارالامان ضلع گورداسپور

تجرید بخاری اردو

۱۲/۴۸

"صحیح بخاری" اصح الکتب بعد کلام اللہ تسلیم کیجاتی ہے۔ مگر امام بخاری نے شہرت روایت کے ثبوت میں ہر مضمون کی کئی کئی نامکمل و ناتمام حدیثیں بھی درج کر دی ہیں۔ پھر عن فلاں و عن فلاں کی ترتیب نے کتاب کو اور بھی طویل کر دیا ہے جس سے اختلاف وقت اور پریشانی لازمی ہو جاتی ہے۔ الحمدللہ کہ نویں صدی ہجری میں علامہ حسین بن مبارک زبیدی نے بکمال محنت پہلے تو بخاری کی مستند متصل حدیثوں کو یکجا کیا۔ اور پھر ان میں سے بھی ہر ایک مضمون کی صرف ایک ایک جامع اور حاوی حدیث انتخاب فرمائی۔ کہ پھر کسی دوسری کی ضرورت نہ رہے۔ چنانچہ علماء عرب و شام نے مصنف کو اس کی سندیں عطا فرمائیں۔ اسی دریا بکوزہ عربی تجرید البخاری (مطبوعہ مصر) کا یہ سلیس اردو ترجمہ اعلیٰ ٹومی کاغذ پر چھاپا گیا ہے جسے دیکھکر ظاہر بینوں کو حیرت ہو جاتی ہے کہ اتنی بڑی کتاب کا اتنا مختصر انتخاب عاشقان کلام رسول مقبول صلعم کیلئے ایک بے بہا تحفہ ہے۔ تمام فرمائشیں بنام

(مولوی فیروز الدین اینڈ سنز پبلشرز لاہور متصل کڑہ ولیشاہ کے آنی چاہئیں)

حجم سوا پانچسو صفحہ — قیمت [illegible] — محصول [illegible]

قادیان میں رہائش رکھنے والوں کو مژدہ

۱۔ ایک مکان نور ہسپتال کے قریب دس کرم کے فاصلہ پر جس کا نقشہ حسب ذیل ہے۔ برائے فروخت موجود ہے۔ جو صاحب خریدنا چاہیں مندرجہ ذیل پتہ پر خط وکتابت کریں۔

کوٹھری
دالان
صحن
دروازہ
پاخانہ

تمام مکان پختہ بنا ہوا ہے۔

۲۔ سٹور احمدیہ کے جانب شمال ۲۵ فٹ کا بازار چھوڑ کر ایک بلاک پانچ کنال کا موجود ہے جس کے جنوب کی طرف بازار بیس فٹ اور مشرق کیطرف بازار بیس فٹ اور شمال کیطرف ایک گلی آٹھ فٹ جاتی ہے۔ یہ قطعہ شہر کے نہایت قریب اور سٹور کے بالکل متصل ہے۔ اگر کوئی صاحب سارا خریدے گا تو للعہ مرلہ اور جو صاحب ایک کنال بطرف مشرق خریدیگا اسکو ۵للعہ فی مرلہ کے حساب سے فروخت ہوگا۔ خریداران مندرجہ ذیل پتہ پر خط وکتابت کریں۔

المشتہر

عبد العزیز خان راجپال منیجر احمدیہ سٹور قادیان پنجاب

الخطبہ

ایک نوجوان جو تعلیم یافتہ مدرسہ احمدیہ قادیان میں کتابوں کی تجارت کرتا ہے۔ جائداد تقریباً دو ہزار جس میں ایک ہزار کی دوکان ہے۔ اور ۲۵، ۳۰ روپیہ ماہوار کما لیتا ہے۔ اگر کسی احمدی بھائی کی یہ خواہش اور تڑپ ہو کہ اس کی لڑکی قادیان دارالامان میں رہے۔ تو معرفت منیجر الفضل قادیان سے خط وکتابت کریں۔

احباب کو چاہیئے

کہ جلسہ پر سلسلہ عالیہ احمدیہ کی ہر قسم کی کتب محمد یار عنایت اللہ تاجر کتب سے خریدیں۔ کیونکہ اس دوکان میں سے کمیاب کتب بھی مل جاتیں گی۔

نارتھ ویسٹرن ریلوے

نوٹس نمبر ۱۰۳۵/۱۹۱۵ الف

اناج دالوں اور آٹا کا نرخ !

اناج۔ دالوں اور آٹے کا نرخ جو مندرجہ بالا اعلان کے مطابق زیر شرائط متذکرہ براستہ نارتھ ویسٹرن ریلوے کراچی کی طرف جانے والے مال پر عاید ہوتی ہیں۔ ۳۱ر مارچ ۱۹۲۲ء تک براستہ نارتھ ویسٹرن ریلوے کراچی سے آنے والے مال پر بھی عاید ہوں گی۔

دفتر ٹریفک منیجر لاہور ۲ر دسمبر ۱۹۲۱ء

حسب الحکم
اے ڈی۔ سٹول صاحب بہادر
ٹریفک منیجر

قادیان میں جرمن کے

مشہور و موجودہ میکروں کی کپڑے سینے کی مشین مثلاً ڈارکوپ لیف۔ گرز نقد قیمت پر ارزاں ملنے کا پتہ دریافت طلب امور کے لئے۔ ٹکٹ یا جوابی کارڈ۔

حمایل شریف اعجاز صنعت قابل دید ولایتی کاغذ پر ۴۷۰ صفحہ کی مجلد قیمت عہ

حمایل شریف عکسی مطبوعہ مطبع لندن مجلد تعداد صفحہ ۱۰۰۴ قیمت عیعہ۔ محصولڈاک بذمہ خریدار

نور الدین کشمیری تاجران دارالامان (قادیان)

کشمیری مال منگوانیکا سہل طریق

میں اپنے احمدی بھائیوں اور دیگر خواہشمند تاجروں کو مطلع کرتا ہوں کہ ہر قسم سودی کا موسم آرہا ہے۔ پوستین۔ پٹو۔ دھسے۔ نمدہ یا رتھنڈی چغے۔ ہر قسم کا گرم مال۔ چادریں زنانہ۔ کستوری فی تولہ۔ زعفران فی تولہ۔ مومیائی ست سلاجیت اصلی۔ ممیرا چینی فی تولہ۔ علاوہ محصولڈاک کچھ رقم پیشگی آنی ضروری ہے۔

محمد اسمعیل احمدی احمدیہ سپلائنگ ایجنسی زینہ کدل سرینگر کشمیر

الخطبہ

جماعت احمدیہ شاہدرہ میں ایک صاحب ہیں۔ نہایت دیندار۔ احمدی عمر ۲۷ سال۔ وجیہ نوجوان۔ پہلی بیوی فوت ہو چکی ہے۔ ایک لڑکا پنج سالہ ہے۔ نکاح کرنا چاہتے ہیں۔ خط وکتابت معرفت

حکیم احمد الدین انجمن خادم الحکمت شاہدرہ لاہور

الفضل میں اشتہار دینے والوں کو مژدہ

الفضل سلسلہ عالیہ احمدیہ کا مسلمہ آرگن سب سے زیادہ چھپنے والا اور احمدی جماعت میں بکثرت پڑھا جانے والا پرچہ ہے۔ اسے کم از کم دس ہزار تعلیم یافتہ ہفتہ میں دو بار پڑھتا ہے۔ اسمیں اشتہار دینا آپ کے لئے بہت مفید ہے۔

مغربی افریقہ میں تبلیغ اسلام

تبلیغی دورہ

نہایت اہم اور دلچسپ واقعات

(گذشتہ سے آگے)

(نوشتہ مولوی عبدالرحیم صاحب نیرؔ)

نمبردار کا پیغام گذشتہ خط میں عرض کر چکا ہوں۔ میرے [illegible] کے چار دن قابل تذکرہ ہیں۔ اور دو روز کا تذکرہ ہدیہ ناظرین ہو چکا ہے۔ [illegible] تیسرا دن ہے۔

۲۔ اکتوبر کی صبح کو اس گاؤں سے جہاں کھٹملوں سے کامل رات جنگ کرنی پڑی رخصت ہونا پڑا۔ گاؤں کے نمبردار یا رہین کا قائم مقام آیا۔ کہ رہین اور رؤسائے دیہہ آپ کا وعظ سننا چاہتے ہیں۔ حکم کی تعمیل کی گئی۔ اور اسلام کا پیغام پہونچایا گیا۔ جسے سیدھے سادے دیہاتیوں نے توجہ سے سُنا۔ اس تبلیغ کے بعد برہنہ لڑکے و لڑکیوں کی فوج کا جائزہ لیتے ہوئے راستہ کے منزلات بالا و زیرین کو طے کر کے آخر Omahene یعنی Paramount King شاہ اعظم اوف گوموا کے صدر مقام میں پیدل ۲ میل چلکر پہونچے۔

شاہ اعظم قوم گوموا اس بلدہ کا نام Ogwaa اوگوان ہے۔ اور رئیس کو Omahene بادشاہ اعظم کہا جاتا ہے۔ اس کا مکان عالیشان ہے۔ اس کے جلوس میں بندوقچیوں کی فوج قرنائے اور نقارے ہوتے ہیں۔ علاقہ فانٹی میں یہ رئیس بہت بڑا آدمی گنا جاتا ہے۔ سرکاری طور پر اس کی بڑی عزت ہے۔ گدی نشینی کیلئے گورنر بذات خاص تشریف لاتے ہیں۔ موجودہ رئیس کو مسند ریاست پر متمکن ہوئے ۲۹ برس ہو گئے ہیں۔ بغرض اس مقام پر پہونچکر اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ وہ میری باتوں کا اس کے قلب پر اثر کرے۔ اور اس خاص جگہ پر جو اس موقعہ کے لئے تیار کی گئی تھی۔ عاجز معہ رفقاء پہونچا۔ دونوں طرف میز بچھائے گئے تھے۔ ایک طرف اکابر و رئیس خود بیٹھے اور دوسری طرف خادم المسیح و جماعت احمدیہ نے جگہ لی۔ رئیس چلکر میری جگہ پر آیا اور مراسم آداب بہ امداد ترجمان بجا لایا اس کے بعد [illegible] کی [illegible] اور پیغام مسیح موعود پہونچایا گیا۔ جسے رئیس مذکور نے محبت و توجہ سے سُنا۔ بعد تبلیغ تخلیہ میں ملاقات کی گئی۔ اور ایک احمدی رئیس و رئیس اعظم کے [illegible] میں تعمیر مسجد کیلئے بعض رکاوٹیں تھیں وہ رفع کرا دی گئیں۔ اس کے بعد رئیس نے درخواست کی کہ اس کے اکابر کو ایک اور وعظ کیا جائے۔ اور اسلامی احکامات بالتفصیل سنائے جائیں۔ جسے خوشی سے منظور کر لیا گیا۔ رئیس [illegible] اس جلسہ میں بہت ادب کے ساتھ اور اسلامی لباس پہنکر آیا یعنی [illegible] جو یہاں کے مسلمان عموماً پہنتے ہیں۔ اور ہر طرح اسلام سے [illegible] کا اظہار کیا۔ [illegible] قرآن کریم [illegible] اوف اسلام لی اور کلرک کو حکم دیا کہ وہ پڑھکر سنایا کرے۔ اس بوڑھے کے بشرہ و حرکات سے میں نے یہ نتیجہ نکالا کہ وہ بوجہ عادت خمر نوشی اسلام لانے سے ہچکچاتا ہے ورنہ دل سے اسلام لے آیا ہے۔ اور اس کے اکابرین تیار ہیں۔

اُپ ماجی زبان فینٹی اور فینٹی رسومات کو دیکھکر ہندوستان کی بت پرستی کا نقشہ سامنے آتا ہے۔ چنانچہ جب میں بیعت لیتا ہوں۔ اور کہتا ہوں O my Lord تو ترجمان اومیہو راجے پکارتا ہے۔ جب میں رخصت ہوتا ہوں تو "یوڈو" کے نعرے بلند ہوتے ہیں۔ جب میں نام پوچھتا ہوں تو یہ ہفتہ کے اس دن کا نام ہوتا ہے۔ جو اس مرد یا عورت کا یوم پیدائش تھا۔ میں نے ان حالات و الفاظ پر اکثر غور کیا ہے۔ اور مجھے "میہو راجے" "مہاراج" اور "یوڈو" "جی او" معلوم ہوتا ہے ہفتے کے دنوں کے نام پر انسانوں کے نام ہندوستان کی مشہور رسم ہے البتہ یہ عجیب بات ہے۔ کہ ہند میں سوائے "منگل" کے اور نام [illegible] رکھے جاتے ہیں۔ مگر یہاں ایسا نہیں کوفی (جمعہ) کوری (پیر) کورمی (آیتوار) کوجو (پیر) وغیرہ عام نام ہیں۔ اور اگر ان بت پرستوں کے رسوم [illegible] بھی دیکھا جائے تو وہ بھی ہند کے مذہب سے مشابہ۔ چنانچہ جب Mumford سے رخصت ہو کر قد آدم برابر گھاس میں سے گذرتے ہوئے ایک آدم آگے اور دوسرا آدم پیچھے (یعنی دو احمدی آدم نما) لمبے قافلہ کے ساتھ جو ایک ایک کر کے جنگل کے تنگ راستہ سے گذر رہا تھا۔ میں نے ایک محراب نما دروازہ جو درختوں کی ٹہنیوں سے بنایا گیا تھا۔ دیکھا۔ اسپر میں ٹھہر گیا اور ترجمان سے جو میرے پیچھے والا آدم تھا دریافت کیا یہ کیا مقام ہے؟ دوسرے آدم سے جو میرے آگے تھا پوچھا یہ کیا ہے۔ آگے والا آدم اس علاقہ سے [illegible] تھا۔ اس نے اور شخص نے فنٹی میں پیچھے سے جواب دیا "اُپ ماجی" تب کافر مجھے اس طرح کہے بتایا گیا [illegible] مقامات [illegible] اعلیٰ مقام [illegible] "اُپ ماجی" وہ دیوتا جو ہمیشہ ایک [illegible] لوگوں کی حفاظت کرتا ہے۔ اور دریا کے کنارے بیٹھا رہتا ہے "اُپ" کا دیوتا ہے۔ جو بت پرستوں کا محافظ خدا ہے۔ اسمیں "اُپ" اور "جی" ہندی اور "ما" غولی ہے۔ اس دیوتا اور برہمنی مذہب کی مماثلت کو دیکھکر غالباً ہمارے دوست مہاشہ کرشن جی صاحب ایڈیٹر پرکاش تو یہ نتیجہ نکالتے (اگر وہ ان ممالک میں ویدک مذہب کا پرچار کرنے کی تکلیف گوارا کر سکتے) کہ کوئی رشی ویدک مذہب کا پرچار کرنے آیا ہوگا۔ لوگوں نے بعد میں اس کا بت بنا لیا۔ مگر تمام حالات [illegible] کی صورت کو دیکھکر میں نے یہ نتیجہ نکالا ہے۔ کہ ملک مصر کی قدیمی بت پرستی جو ہندوستان میں "مصر" یا "مشر" یعنی برہمنوں کے ذریعہ سے جو اہل مصر کے شاگرد ہوئے تھے۔ اور اس یاد کو تا حال [illegible] رکھتے ہیں۔ پہلے بھی ان ممالک میں بت پرست مصریوں کے ذریعہ سے پھیلی۔

قافلہ سڑک پر دھوپ میں جنگل کے ۳ میل طے کر کے جب ہم شاہی سڑک پہنچے۔ تو سب لوگ تھک گئے۔ اور بھوک [illegible]

سلسلہ احمدیہ کا مسلمہ آرگن الفضل قادیان

وہ کون احمدی ہے؟ جو یہ نہیں چاہتا کہ دیار حبیب کی خبریں ہفتہ میں دوبار پہنچتی رہیں۔

وہ کون احمدی ہے؟ جو یہ نہیں چاہتا کہ پیارے امام کی خیر و عافیت کم از کم ہفتہ میں دوبار معلوم ہوتی رہے۔

وہ کون احمدی ہے؟ جو یہ نہیں چاہتا۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح کے کلمات طیبات من و عن اس کے کانوں تک پہنچ جائیں۔

وہ کون احمدی ہے؟ جو یہ نہیں چاہتا۔ کہ حضرت امیر المومنین کا پر از معارف و ہدایت خطبہ جمعہ گھر بیٹھے سن لے۔

وہ کون احمدی ہے؟ جو یہ نہیں چاہتا۔ کہ مبلغین امریکہ۔ انگلستان۔ نائجیریا۔ ماریشس۔ آسٹریلیا کی تبلیغی مساعی سے آگاہ رہے۔

وہ کون احمدی ہے؟ جو یہ نہیں چاہتا۔ کہ واقعات حاضرہ کے متعلق اسے مرکز سلسلہ کی رہنمائی میں اپنا طرز عمل بنانے کی سہولت ہو۔

وہ کون احمدی ہے؟ جو یہ نہیں چاہتا۔ کہ اسلام و احمدیت کی تائید اور غیر مذاہب کی تردید میں بہترین علمی خزانہ اس کے پاس جمع ہو جائے۔

میرے پیارے بھائیو مژدہ ہو!

کہ ایک احمدی کی ان سب خواہشوں کا سامان الفضل میں موجود ہے

الفضل ہفتہ میں دو بار ہر سوموار اور جمعرات کو شائع ہوتا ہے۔ اس کا سالانہ چندہ سات روپے ہے۔

آپ آج ہی سالانہ یا کم از کم سہ ماہی قیمت دفتر مینیجر الفضل میں جمع کرا کے اخبار اپنے نام جاری کرائیے۔ اور تمام سال گھر بیٹھے یہ سب باتیں حاصل کیجئے۔ وی پی کے جھمیلے سے ہمیں اور اپنے آپ کو بچائیے۔ کہ اس میں طرفین کا حرج و نقصان ہے۔

جو احباب عرفی طور پر لکھنا پڑھنا نہیں جانتے اور ذی استطاعت ہیں۔ ان کے لئے بھی اخبار الفضل کی خریداری ضروری ہے۔

کیا وہ اپنے پیاروں کے خطوط اس عذر سے نہیں پڑھا کرتے کہ وہ ناخواندہ ہیں۔ جب کسی سے پڑھا کر سن لیتے ہیں۔ تو دیار یار کی خبریں پہنچانے والا الفضل بھی پڑھا کر سن سکتے ہیں۔ بلکہ پڑھا کر سننے میں تبلیغ احمدیت بھی ہوتی رہیگی۔ پس ہمارے دیہات کے زمیندار بھائی بھی متوجہ ہوں۔ جو اب تک توجہ نہیں فرما سکے۔

سالانہ جلسہ کے متعلق اطلاعات

۱۔ دفتر مینیجر الفضل اور تشحیذ الاذہان اکٹھے ایک ہی مکان میں ہیں۔

۲۔ جو صاحب چندہ الفضل یا تشحیذ جمع کرائیں۔ وہ رسید حاصل فرما لیں۔

۳۔ ایام جلسہ میں دفتر نماز فجر کے بعد سے لیکر ۱۰ بجے تک اور اجلاس یومیہ کے ختم ہونے کے بعد ۱۰ بجے رات تک کھلا رہیگا۔

۴۔ آنے والے احباب کی سہولت کے لئے یہ انتظام بھی تشحیذ میں کر دیا ہے۔ کہ کل نئی کتابیں جو اس سال شائع ہوئی ہیں۔ وہ مہیا کر دی جائیں۔ تاکہ احباب یکجا خرید سکیں۔

۵۔ اگر کوئی صاحب دار العلوم سے نہ آ سکیں تو جلسہ میں قاضی اکمل صاحب سے مل کر الفضل و تشحیذ جاری کرا سکتے اور قیمتیں دے سکتے ہیں۔

المشتہر

خاکسار مینیجر الفضل قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

سالانہ جلسہ پر آنیوالے احباب سے دوبارہ درخواست

ایسے اصحاب جن کی قیمت الفضل دسمبر میں ختم ہوتی ہے ضرور جلسہ پر اپنے اپنے ذمہ کے چندے لیتے آویں۔ یا کسی دوست کے ہاتھ بھجوا دیں۔ یا منی آرڈر کرا دیں۔ ورنہ اخبار قیمت ختم ہونے پر غالباً نہیں بھیجا جا سکے گا۔

مینیجر الفضل قادیان

(باہتمام شیخ [illegible] احمد صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر مالکان کے لئے شائع ہوا)